بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ نمبر:28

سورۃ المجادلہ

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں لفظ "مجادلہ" ذکر ہوا ہے۔

شان نزول:

حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے ظہار کر لیا تھا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ اس وقت تک ظہار کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس اس کے متعلق ابھی تک کوئی حکم نہیں آیا، شاید تم اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ بار بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہی تھیں کہ میرے شوہر نے طلاق کا لفظ نہیں کہا اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہی تھیں، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

مسئلہ ظہار، کفارہ کا حکم: (3)

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرلے تو جب کفارہ ادا نہ کر لے اس وقت تک بیوی کے پاس نہیں جا سکتا۔ یہاں کفارے کی صورتیں بیان کی ہیں:

1: غلام آزاد کرے۔

2: اگر غلام آزاد کرنے کی قدرت نہ ہو تو دو ماہ مسلسل روزے رکھے۔

3: اگر کسی شرعی عذر (بڑھاپے یا بیماری) کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

یہود کی سرگوشی:(7)

یہودیوں کی عادت تھی کہ جب مسلمانوں کو آتا دیکھتے تو آپس میں سرگوشی کرتے تھے۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ مسلمان پریشان ہوں کہ شاید ہمارے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ ان کی دیکھا دیکھی منافقین بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی۔ یہود و منافقین کو سرگوشی سے منع کیا گیا وہ پھر بھی باز نہ آئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی سرگوشیوں اور سازشوں کی سب خبر ہے، یہ اپنی خیر منائیں۔

مجلس کے آداب:(11)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صفہ چبوترے میں تشریف فرما تھے۔ کچھ بدری اکابر صحابہ کرام تشریف لائے، جگہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ کھڑے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمٹ جاؤ پھر بھی ان کی جگہ نہ بنی تو آپ نے کچھ حضرات کو مجلس سے اٹھنے کا فرمایا۔ منافقین نے طنز کرتے ہوئے کہا کہ مجلس سے اٹھایا جا رہا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب کہا جائے سمٹ کر بیٹھو تو سمٹ جاؤ۔ مجلس صدر کو یہ بھی اختیار ہے کہ کسی کو مجلس سے اٹھ جانے کا حکم بھی دے سکتا ہے۔

احکامات:

- اور جب یہ کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کشادہ کرو تو کشادگی پیدا کیا کرو۔
- اور جب دو بندے بیٹھے ہوں اور سرگوشی کر رہے ہوں تو تیسرے آدمی کو آ کر نہیں بیٹھنا چاہیے جب تک کہ اجازت نہ ہو۔
- جب کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو یہ بھی ٹھیک نہیں ہے کہ کسی کو اٹھاؤ اور خود بیٹھ جاؤ!
- اور جب کوئی بڑا کہہ دے کہ اٹھ جاؤ! تو فوراً اٹھ جایا کرو۔

ملاقات سے پہلے صدقہ دینا:(12)

کچھ حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے کے لیے تنہائی کا وقت مانگتے پھر اس سے خوب فائدہ اٹھاتے اور کافی وقت تک بات چیت کرتے رہتے۔ کچھ منافقین بھی اس طرح کرنے لگ گئے۔ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ جس نے بھی حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں وقت لینا ہو تو وہ پہلے صدقہ کر کے آئے۔ جب لوگ محتاط ہو گئے تو اگلی آیت میں پھر اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

سورۃ الحشر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی دوسری آیت میں یہ لفظ "حشر" موجود ہے۔ اسی سے اس کا نام رکھ دیا ہے۔

بنو نضیر کا واقعہ:(2)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو یہود سے امن وامان کا معاہدہ فرمایا کہ آپس میں لڑائی نہیں کریں گے۔ اگر کسی نے مدینہ پر حملہ کیا تو مل کر دفاع کریں گے۔ انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے ایک قبیلہ بنو نضیر کے پاس شرائط معاہدہ لکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ انہوں نے سازش کی کہ اوپر سے بڑی چٹان گرا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ سے باخبر کیا تو آپ وہاں سے فوراً واپس تشریف لے آئے اور پیغام بھیجا کہ ہمارا معاہدہ ختم ہے۔ پھر ان کے لیے مدت مقرر کی کہ اس مدت تک مدینہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔

یہود؛ منافقین کے کہنے پر اس مدت کے بعد بھی مدینہ منورہ میں رہے تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مل کر ان کے قلعے کا محاصرہ کیا۔ بالآخر بنو نضیر نے ہتھیار ڈال دیے اور سوائے ہتھیاروں کے باقی سازوسامان لے کر وہاں سے چلے گئے۔ یہ ان کی پہلی جلاوطنی تھی۔ دوسری مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انہیں جزیرہ عرب سے ہی جلا وطن کر دیا گیا۔ یہ دنیوی سزا تھی۔ اخروی سزا جہنم کی صورت میں ہو گی۔

مال فیئ کے مصارف:(7)

گزشتہ آیت میں بنو نضیر کا واقعہ تھا کہ وہ اپنی زمینیں چھوڑ کر چلے گئے تھے یہ مال فیئ تھا کیوں کہ یہ بغیر جنگ کے مسلمانوں کو حاصل ہوا تھا۔ اب یہاں سے مال فیئ کے مصارف بیان فرمارہے ہیں۔ اور وہ پانچ ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، قرابتدار، یتیم، مسکین اور مسافر۔ اللہ تعالیٰ کا نام صرف تبرک کے لیے ہے۔

صحابہ کرام کا ایثار:(9)

یہاں انصار مدینہ کی کیفیت وحالت کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اوپر مہاجرین صحابہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ خصوصاً حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر کچھ مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لیے اپنے ہاں لے گئے۔ کھانا کم تھا تو انہوں نے بہانے سے چراغ بجھا دیا۔ مہمانوں نے خوب سیر ہو کھانا تناول فرمایا۔

بنو قینقاع کی شکست:(15)

یہاں یہود کے ایک اور قبیلے بنو قینقاع کا ذکر کیا۔ انہوں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ امن کیا تھا، پھر خود ہی جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست ہوئی اور مدینہ منورہ سے جلاوطن کیے گئے۔

منافقین شیطان کی طرح ہیں:(16)

شیطان لوگوں کو کفر پر اکساتا ہے جب لوگ کفر اختیار کر لیتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں بری ہوں۔ جیسے بدر کے موقع پر ہوا۔ آخرت میں بھی یہی کرے گا۔ اسی طرح منافقین بھی یہود بنو نضیر سے کہہ رہے تھے کہ تم ڈٹے رہو مدینہ سے نہ نکلو، ہم تمہاری مدد کریں گے۔ جب وقت آیا تو منافقین نے شیطان والا موقف اپنالیا۔

اسمائے حسنیٰ:(23)

سورۃ کا اختتام اللہ تعالیٰ کے اچھے ناموں کے ساتھ کیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی تعداد ننانوے بتائی ہے۔

سورۃ الممتحنہ

وجہ تسمیہ:

"ممتحنہ" کا معنی ہے امتحان لینے والی۔ اس سورۃ میں ان عورتوں کا امتحان لینے کا حکم دیا گیا ہے جو مکہ مکرمہ سے ہجرت سے کر کے مدینہ منورہ آئیں۔ اس لیے اس کا نام ممتحنہ رکھ دیا۔

دشمنِ خدا سے دوستی جائز نہیں:(1)

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ حدیبیہ کے بعد جب کفار کی طرف سے صلح حدیبیہ کی عہد شکنی کی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کو اطلاع کروادی کہ اب وہ معاہدہ باقی نہیں رہا۔ مدینہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر حملہ کی تیاری شروع فرمادی۔ مکہ کی ایک عورت سارہ نامی، مالی مدد کے لیے آئی ہوئی تھی۔ اس کے ذریعے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل وعیال کی خاطر؛ جو مکہ میں تھے؛ قریش پر احسان کرنے کے لیے خط بھیجا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

عنقریب مکہ پر حملہ آور ہوں گے۔ اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں کہ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کو دوستی کے پیغام بھیجنے لگو! حالانکہ ان لوگوں نے تمہارے دینِ حق کو جھٹلایا ہے۔ ان لوگوں نے اللہ کے نبی کو اور تمہیں مکہ سے صرف اس وجہ سے نکالا تھا کہ تم اللہ رب العزت پر ایمان لاتے ہو!

کفار سے ترک موالات پر تائید:(4)

سورۃ کے شروع میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اور اپنے دشموں پر احسان کرکے انہیں دلی دوست مت بناؤ۔ اب یہاں سے اس کی تائید کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے اسوہ کو بیان کیا جارہا ہے کہ ان کا سارا خاندان والد سمیت شرک کی دلدل میں ڈوبا ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہ صرف ان سے براءت کا اعلان کیا بلکہ عداوت کا بھی اعلان کردیا کہ جب تک کہ تم ایک اللہ تعالیٰ کو نہ مان لو، میری تمہاری دشمنی ہے۔

مکہ سے آنے والی خواتین کا حکم:(10)

صلح حدیبیہ کی شرائط میں ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ چلا گیا وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔ جبکہ مکہ سے کوئی کافر مسلمان ہو کر مدینہ آجائے تو اسے واپس کیا جائے گا۔ کچھ مرد مکہ سے مدینہ آئے، شرط کے مطابق انہیں واپس کردیا گیا۔ اسی طرح کچھ خواتین بھی مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ تشریف لے آئیں تو مکہ والوں نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ خواتین اس واپسی کی شرط سے مستثنیٰ ہیں۔ لہذا انہیں واپس نہیں کیا جائے گا کیونکہ اب وہ اپنے سابقہ کافر شوہر کے لیے حلال نہیں رہیں۔ اس آیت میں ایسی آنے والی خواتین کی جانچ پڑتال کا حکم دیا گیا ہے کہ انہیں پرکھ لیا جائے کہ واقعی وہ مسلمان ہو کر آئی ہیں یا کوئی اور مقصد ہے۔ پھر ان کے نکاح اور مہر کے متعلق احکامات بیان کیے گئے ہیں۔

اہلِ ایمان خواتین کی بیعت کا حکم:(12)

گزشتہ آیات میں ان خواتین کا بیان تھا جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئی تھیں۔ اب یہاں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جارہا ہے کہ اگر مہاجرات آپ سے بیعت کرنا چاہیں تو آپ انہیں بیعت فرمالیں۔ حکمِ بیعت مہاجرات کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ چیزوں پر ان سے بیعت لینے کا حکم تھا:

- ﴿اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا﴾ شرک نہیں کریں گی۔
- ﴿وَّلَا یَسْرِقْنَ﴾ چوری نہیں کریں گی۔
- ﴿وَلَا یَزْنِیْنَ﴾ زنا نہیں کریں گی۔
- ﴿وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ﴾ اولاد کو ناحق قتل نہیں کریں گی۔
- ﴿وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ﴾ بہتان نہیں باندھیں گی۔
- ﴿وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ﴾ اور ہر نیک بات آپ کی مانیں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں، بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں۔

سورۃ الصف

وجہ تسمیہ:

"صف" کا معنی ہے قطار باندھنا۔ اس سورۃ میں مؤمنین کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ جہاد میں صف باندھتے ہیں۔ اسی لیے اس کا نام الصف رکھا ہے۔

شان نزول:(2)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ہمیں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل محبوب ہے تو ہم اس پر اپنی جانیں نثار کردیں گے۔ اس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو بلا کر یہ سورۃ سنائی۔ اس میں تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی ایسی بات کرنا جس میں کوئی بڑا دعویٰ ہو تو یہ مؤمن کی شان کے لائق نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جس کا دعویٰ کیا ہے اسے پورا نہ کرسکے۔ اس لیے جب بھی اس طرح کی کوئی بات کرنی ہو تو ساتھ ہی ان شاء اللہ کہہ دینا چاہیے۔ پھر اگلی آیت میں بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتے ہیں جو میدان جہاد میں نکل کر سیسہ پلائی دیوار کی طرح ڈٹ کر لڑتے ہیں۔

بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام:(6)

گزشتہ آیت میں ذکر تھا کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا فرمادیا تھا۔ اب یہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا ذکر ہو رہا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے تین باتیں فرمائیں: نمبر ایک اپنی رسالت کا ذکر فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ نمبر دو تورات کی تصدیق فرمائی۔ نمبر تین بعد میں آنے والے پیغمبر (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی بشارت بھی دی۔ جن کا نام "احمد" ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کھلی نشانیاں دکھائیں تو بنی اسرائیل کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

دین اسلام باقی اور غالب رہے گا:(8)

کفار اپنے منہ سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کریں گے اگرچہ کافروں کو یہ بات جتنی بھی بری لگے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار اپنے منہ سے اس دین کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ان کے زبانی دعوے ہیں کہ ہم

دین کو مٹادیں گے لیکن یہ دین ان کے دعووں سے مٹ نہیں سکتا۔

دین اسلام غالب رہے گا۔ لیکن اس سے مراد غلبہ برہانی ہے کہ جس نے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر دلائل وبراہین سے بات کی تو وہ مغلوب ہوا۔

دین کے مددگار بنو!(14)

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا تذکرہ فرمایا جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد ونصرت فرمائی۔

فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بنو جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون ہے جو اللہ کے واسطے میری مدد کرے؟ حواریوں نے کہا کہ ہم مدد کریں گے۔ پھر یہ ہوا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور ایک نے کفر کیا۔ اللہ نے ایمان والوں کی مدد کی ان کے دشمنوں کے خلاف اور بالآخر ایمان والے غالب آ گئے۔

سورۃ الجمعہ

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے آخر میں جمعۃ المبارک کے احکامات کو بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کا نام "الجمعہ" رکھ دیا گیا ہے۔

خاتم الانبیاء کی بعثت کے مقاصد:(2)

یہاں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چار بنیادی مقاصد بیان فرمائے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً کیے تھے:

1: اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔

2: اہل ایمان کا تزکیہ نفوس فرماتے ہیں

3: قرآن مجید کا معنی سمجھاتے ہیں۔

4: سنت کی تعلیم دیتے ہیں۔

پیغمبر کی بعثت عامہ:(3)

اللہ تعالی کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُمیوں کی طرف بھی بھیجے گئے اور ان لوگوں کی طرف بھی بھیجے گئے،﴿لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ﴾ جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔ اللہ غالب حکمت والا ہے۔﴿وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ﴾ اس کا مصداق امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔

یہودیوں کی مذمت:(5)

یہودی کہتے تھے کہ ہم تورات کو مانتے ہیں۔ تورات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مذکور تھیں، یہود انہیں پڑھ بھی چکے تھے لیکن جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو یہودی آپ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے اور تورات کی مخالفت کی۔ ان کی مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لادی ہوئی ہوں۔

اہل ایمان کے لیے ہدایات:(9)

جب جمعہ کی پہلی اذان ہو جائے تو سوائے جمعہ کی تیاری کے خرید و فروخت اور دیگر دنیوی امور انجام دینا جائز نہیں۔

اوران آیات میں اہل ایمان کو ہدایات دی گئی ہیں کہ دنیوی مصروفیات کی وجہ سے دین پر عمل کرنے میں رکاوٹ نہیں آنی چاہیے۔ ایک مرتبہ کچھ صحابہ کرام نماز جمعہ پڑھنے کے بعد تجارتی قافلہ کے آنے کی اطلاع پاکر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے دوران بغرض تجارت رزق کی خاطر چلے گئے تھے۔

اس وقت ان آیات کا نزول ہوا جس میں اہل ایمان کو ہدایات دی گئی ہیں کہ اس طرح خطبہ جمعہ کو چھوڑ کر جانا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ بہترین رزق دینے والے ہیں۔ شروع میں نماز جمعہ پہلے پڑھی جاتی تھی اور خطبہ بعد میں ہوتا تھا، اس واقعے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے دینا شروع فرما دیا تھا۔

سورۃ المنافقون

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں منافقین کے نفاق کا بیان ہے اس لیے اس کا نام بھی "منافقون" رکھ دیا۔

شہادت خداوندی:(4)

منافقین کا طریقہ یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تو کہتے کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہادت دی کہ یہ منافقین جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ زبان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور دل سے انکار کرتے ہیں۔

شان نزول:(8)

عرب کا ایک قبیلہ بنو المصطلق مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے تیاری میں مصروف تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو لے کر خود تشریف لے گئے۔ انہیں شکست کا سامنا ہوا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چشمہ کے قریب پڑاؤ ڈالا، پانی کے معاملے میں ایک مہاجر اور انصاری صحابی کے مابین تکرار ہوئی اور معاملہ بڑھ کر جھگڑے تک جا پہنچا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا۔ ان کی آپس میں معافی تلافی ہوگئی۔

واپسی پر عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ مہاجرین کو اتنا سر پر نہ چڑھاؤ کہ وہ ہاتھ اٹھانے لگ جائیں اور کہا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والے (منافقین) ذلت والوں (مہاجرین) کو نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو عبد اللہ بن ابی نے انکار کر دیا۔ مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے یہ سورۃ نازل ہوئی جس میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق ہوئی اور منافقین کے نفاق کو بھی کھول کر بیان کیا گیا۔ عبد اللہ بن ابی کو جواب دیا گیا کہ اصل میں عزت اللہ تعالی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے ہے لیکن منافقین کو تو اس کا علم ہی نہیں ہے۔

سورۃ التغابن

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی آیت نمبر 9 میں ﴿ يَوْمُ التَّغَابُن ﴾ کا ذکر ہوا ہے، اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "تغابُن" رکھا گیا ہے۔

تخلیقاتِ باری تعالیٰ کا تقاضا: (2)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ اس کا تقاضا یہ تھا کہ سب انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔ ایسا نہ ہوسکا کیونکہ بعض کافر ہو گئے اور بعض مؤمن ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کے اعمال سے باخبر ہے۔

ہار جیت کے دن کفار کی حسرت: (9)

تغابن قیامت کے دن کو کہتے ہیں اس کا معنی ہے ہار جیت کا دن۔ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں داخل فرما دیں گے تو اس وقت کفار اس بات پر حسرت کریں گے کہ کاش ہم بھی دنیا میں اہل جنت کی طرح اعمال کرتے تو ہم

بھی ان کے ساتھ جنت میں ہوتے۔

تکالیف آنے کی وجوہات:(11)

دنیا میں جو بھی تکلیف آتی ہے وہ اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتی، اللہ کے حکم سے آتی ہے۔اکثر وبیشتر مصیبت گناہ کی وجہ سے آتی ہے۔ کبھی بندے کے گناہ کے کفارے کی وجہ سے تکلیف آتی ہے۔ اور کبھی بغیر کسی گناہ کے رفعِ درجات کے لیے تکلیف آتی ہے۔

- انسان اگر تکلیف کے آنے سے پہلے گناہ سے بچتا تھا اور تکلیف کے بعد بھی بچتا ہے تو یہ تکلیف رفع درجات کے لیے ہے۔
- اگر پہلے گناہوں سے نہیں بچتا تھا لیکن تکلیف کے بعد بچنا شروع ہو گیا ہے تو یہ تکلیف کفارہ سیئات کے لیے ہے۔
- اگر پہلے بھی گناہ کرتا تھا اور تکلیف کے بعد بھی گناہ کرتا ہے تو یہ تکلیف اس کے حق میں عذاب ہے۔

ازواج واولاد کے متعلق خاص ہدایات:(14)

ایمان والوں کو فرمایا کہ تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری بعض اولاد تمہارے لیے دشمن ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح دشمن سے تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح ان سے بھی پہنچتی ہے "فَاحْذَرُوهُمْ "کہ ان کے معاملہ میں ذرا احتیاط سے کام لو، اور جہاں تکلیف کا اندیشہ ہو وہاں ذرا احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اگر باہمی جھگڑا ہو جائے، اولاد یا بیوی نافرمانی کرے اور تم معاملہ کو سلجھانا چاہو اور ان کو بھی کچھ احساس ہو تو تین باتوں کا خیال کرو:

- "وَإِنْ تَعْفُوا"زبان سے معاف کرو۔
- "وَتَصْفَحُوا "اور دل سے بات نکال دو۔

- " وَتَغْفِرُوا " آئندہ اس کا کبھی تذکرہ بھی نہ کرو۔

بس یہ کام تم بھی کرو کیوں کہ "فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ " اللہ تعالیٰ بھی معاف فرماتے ہیں۔ جس مقام پر دو صفتیں اکٹھی آجائیں تو عموماً پہلی صفت دعوی ہوتی ہے اور دوسری اس کی دلیل ہوتی ہے تو " غَفُورٌ " یہ دعوی ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہیں اور" رَحِيمٌ "اس کی دلیل ہے کہ اس لیے معاف نہیں کرتے کہ تم مستحق مغفرت ہو بلکہ اس لیے معاف کرتے ہیں کہ وہ رحیم ہے۔ تو ہمیں یہ بات سمجھائی کہ اہل وعیال کو معاف کرو اس لیے نہیں کہ وہ معافی کے مستحق ہیں کبھی جرم ایسا ہوتا ہے کہ معاف کرنے کے لیے دل آمادہ بھی نہیں ہوتا لیکن پھر بھی تم ان پر شفقت اور رحمت کا معاملہ کرو۔

سورۃ الطلاق

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں طلاق کے احکامات بیان فرمائے گئے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام "طلاق "رکھا گیا ہے۔

اس سورۃ میں شوہر اور بیوی کو تقویٰ اختیار کرنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔

طلاق دینے کا طریقہ:(1)

جب مرد اور عورت کا نکاح کے ذریعے رشتہ قائم ہوجائے تو حتی الامکان طلاق نہیں دینی چاہیے۔ ہاں اگر میاں بیوی کے درمیان معاملات میں کشیدگی پیدا ہو گئی ہو جس کی وجہ سے طلاق دینے کی نوبت آجائے تو یہاں طلاق دینے کا طریقہ سمجھایا جارہا ہے کہ:

نمبر ایک، ایک طلاقِ رجعی دی جائے۔

نمبر دو ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں شوہر نے بیوی سے جماع نہ کیا ہو۔

طلاق رجعی دینے کا فائدہ یہ ہو گا کہ اگر میاں بیوی کے درمیان وہ غلط فہمی یا وہ غصہ جس کی وجہ سے طلاق دی اگر دور ہو جائے تو دوبارہ رجوع کے ذریعے اپنے نکاح کا رشتہ قائم کر سکیں گے۔ جماع کے بغیر والے طہر میں طلاق دینے کا فائدہ یہ ہو گا کہ عورت کی عدت لمبی نہیں ہو گی۔ طلاق رجعی کی عدت کے دوران عورت اپنے شوہر کے گھر میں رہ کر عدت گزارے گی۔ اس مدت کا نفقہ شوہر کے ذمے ہو گا۔

تقویٰ پر ملنے والے پانچ انعامات:(2)

اس سورت میں اللہ رب العزت نے تقویٰ پر پانچ انعامات کا ذکر فرمایا ہے:

[1]: ﴿وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا﴾ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے مصائب سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں۔

[2]: ﴿وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ﴾ اللہ اس کو بے گمان روزی عطا فرما دیتے ہیں۔

[3]: ﴿وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا﴾ اللہ اس کے لیے تمام امور میں آسانیاں پیدا فرما دیتے ہیں۔

[4]: ﴿وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرۡ عَنۡہُ سَیِّاٰتِہٖ﴾ اور جو تقویٰ اختیار کرے اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

[5]: ”وَ یُعۡظِمۡ لَہٗۤ اَجۡرًا“ اللہ اس کو اجر عظیم عطا فرما دیتے ہیں۔

آئسہ اور حاملہ کی عدت:(4)

یہاں مختلف عورتوں کی عدت کو بیان کیا جارہا ہے۔ آئسہ وہ عورتیں ہیں جن کو ماہواری نہیں آتی؛ عمر کم ہونے کی وجہ سے یا عمر بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے؛ طلاق کے بعد ان کی عدت تین ماہ ہے۔ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچے کی ولادت ہوتے ہی عدت پوری ہو جائے گی۔

سورۃ التحریم

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں اس واقعہ کا ذکر ہے جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر شہد کو حرام قرار دیا تھا۔ اسی وجہ سے اس کا نام تحریم رکھا گیا ہے۔

شان نزول:(1)

حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد ترتیب وار ازواج مطہرات کے گھر تشریف لے جاتے۔ حسب معمول آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، انہوں نے آپ کو شہد پیش کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لی گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ بو محسوس ہو رہی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ میں شہد نہیں پیوں گا۔

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور از راہ شفقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ نے اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حلال چیز (شہد) کو حرام قرار کیوں قرار دیا؟ قسم توڑ کر کفارہ ادا کریں۔ آگے آیات میں پوری تفصیل موجود

ہے۔

اپنی اور گھر والوں کی فکر کیجیے !(6)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے، اس آگ پر ایسے فرشتے مامور ہیں جو تندخو اور سخت مزاج ہیں، اللہ جو حکم انہیں دے اس میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! خود کو جہنم کی آگ سے بچائیں یہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن اہل و عیال کو کیسے بچائیں؟ فرمایا کہ خود گناہوں سے بچو اور ان کو بھی گناہوں سے بچاؤ، خود نیک اعمال کرو اور ان کو بھی نیک اعمال پہ لاؤ تو یہ بھی آگ سے بچ جائیں گے۔

اہل ایمان کو خالص توبہ کرنے کا حکم:(8)

اے ایمان والو! خالص توبہ کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے خالص توبہ یہ ہے کہ جو گناہ کیا ہے اس پر آدمی کو ندامت ہو جائے، جو فرض چھوڑ دیا تھا اس کی قضا کر لے، کسی کا مال لیا تھا تو اس کو واپس کر دے، کسی سے زیادتی کی تھی تو اس سے معافی مانگ لے، آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کر لے اور جس طرح نفس کو گناہ کرتے دیکھا تھا اسی طرح نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے بھی دیکھے۔ خالص توبہ کرنے پر گناہوں کی معافی کا وعدہ ہے اور ایسے باغات ملیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خالص توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

دو کافر عورتوں کی مثال:(10)

حضرت نوح علیہ السلام نبی ہیں اور بیوی کافرہ ہے، نام واغلہ ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نبی ہیں اور بیوی کافرہ ہے، اس کا نام والہہ ہے۔ دونوں کفر پر تھیں اور پیغمبر کا ساتھ نہیں دیا تو دونوں جہنم میں گئیں۔

دو مؤمن عورتوں کی مثال:(11)

فرعون کی بیوی آسیہ کافر کی بیوی ہیں لیکن نبی کا ساتھ دیا تو جنت میں گئیں۔

حضرت مریم علیہا السلام حضرت عمران جو کہ مسجد اقصیٰ کے امام تھے ان کی بیٹی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہیں، یہ بھی جنتی ہیں۔

پارہ نمبر:29

سورۃ الملک

وجہ تسمیہ:

اس سورت کی پہلی آیت میں لفظ ملک ہے۔اس لیے اس سورۃ کانام "ملک "رکھا گیاہے۔

سورۃ الملک کی فضیلت یہ ہے کہ یہ عذابِ قبر سے نجات دلانے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات:(1)

سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی چار اہم صفات کا ذکر ہے: اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا، اللہ تعالیٰ کا مالک اور سب سے بالاتر ہونا، آسمان وزمین پر اللہ تعالیٰ کی حکومت کا ہونا اور اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر قادر ہونا۔

موت وحیات کی پیدائش کا مقصد:(2)

موت وحیات کو پیدا کرنے کا بنیادی مقصد انسان کی آزمائش ہے کہ دنیا میں کون اچھے اعمال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون زیادہ اچھا عمل کرتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اعمال کو گنا نہیں جائے گا بلکہ وزن کیا جائے گا۔ موت کا پہلے ذکر فرمایا حیات کا بعد میں اس میں اشارہ ہے کہ انسان کی دنیوی زندگی بالکل مختصر ہے اور موت کا واقع ہونا یقینی اور بالکل قریب ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ گناہوں سے بچیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا والے کام کریں۔

کفار کی حماقت:(28)

کفارمکہ؛ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے یہ کہا کرتے تھے

کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو جائیں گے تو دین اسلام ختم ہو جائے گا۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا انتظار کرتے تھے۔ یہاں انہیں بتایا جارہا ہے کہ یہ تمہاری حماقت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ تعالیٰ وفات دے یا ان پر رحم فرما کر فتح عطا فرمائے، تمہیں دونوں صورتوں میں کوئی نفع نہیں ہو گا بلکہ تمہیں تو ہر حال میں عذاب کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔

سورۃ القلم

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں قلم کا ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "قلم" رکھ دیا گیا ہے۔

مشرکین کی تردید: (1،2)

مشرکین مکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قلم کی قسم کھا کر فرمارہے ہیں کہ اے میرے پیغمبر! آپ مجنون نہیں ہیں۔ پھر آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان فرمائی کہ آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔

موقع پر باطل کی وضاحت ضروری ہے: (10،11)

یہ عام کفار کے بارے میں بھی ہے اور بطورِ خاص ولید بن مغیرہ کے بارے میں ہے۔ یہاں اس کی نو اخلاقی برائیاں بیان کی گئی ہیں:

﴿حَلَّافٍ﴾ یہ شخص جھوٹی قسمیں کھاتا ہے،

﴿مَّهِيْنٍ﴾ یہ شخص ذلیل اور کمینہ ہے،

﴿هَمَّازٍ﴾ طعنہ بہت دینے والا ہے،

﴿مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيۡمٍ﴾ چغل خور ہے،

﴿مَّنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ﴾ خیر سے روکتا ہے،

﴿مُعۡتَدٍ﴾ حد سے تجاوز کرتا ہے،

﴿اَثِيۡمٍ﴾ گناہ گار ہے،

﴿عُتُلٍّ﴾ مزاج کا سخت ہے

﴿بَعۡدَ ذٰلِكَ زَنِيۡمٍ﴾ بدنام بھی ہے، ولد الزنا اور حرام کی اولاد ہے۔

﴿اَنۡ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيۡنَ﴾ سرکشی کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس کے پاس بہت مال ہے اور اولاد ہے۔

باغ والوں کا واقعہ:(17)

کفار کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وافر مقدار میں مال عطا فرمایاہے۔ یہاں باغ والوں کا واقعہ بیان کرکے کفار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ کسی کو مال و دولت کا ملنا اس کی عند اللہ محبوبیت کی دلیل نہیں بلکہ بعض دفعہ مال کا ملنا آزمائش کے لیے ہوتا ہے۔ جس طرح باغ والوں کو اللہ تعالیٰ نے خوب نوازا تھا لیکن یہی مال ان کی آزمائش کا ذریعہ بن گیا۔ جب وہ نافرمانی اور ناشکری پر اترے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے باغ کو نیست و نابود فرمادیا۔

حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت:(51)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کافروں کو جب نصیحت کی جارہی ہوتی ہے تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے گھور کر دیکھتے ہیں جیسے اپنی آنکھوں سے پھسلا دیں گے، راہِ حق سے ہٹا دیں گے۔ مزید یہ کہ مکہ میں ایک شخص تھا اس کی نظر بد لگتی تھی اہل مکہ نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علی وسلم) کو نظر لگاؤ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اس

سے حفاظت فرمائی۔ اگر کسی کو نظر بد لگ جائے تو یہ آیت پڑھ کر دم کر دیا جائے، ان شاء اللہ نظر کا اثر ختم ہو جائے گا۔

سورۃ الحاقہ

وجہ تسمیہ:

حاقہ قیامت کو کہتے ہیں۔ چونکہ پہلی آیت میں قیامت کا بیان کیا ہے اس لیے اس کا نام بھی "حاقہ "رکھ دیا گیا ہے۔

قیامت بر حق ہے:(1 تا 3)

سورۃ کے شروع میں بیان کیا جا رہا ہے کہ قیامت آ کر رہے گی اس کے وقوع کو ماننا ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سابقہ اقوام یعنی قوم ثمود، قوم عاد، قوم فرعون اور قوم نوح کی تباہی کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی۔

اہل جنت واہل جہنم کا تذکرہ:(19)

یہاں اہل جنت اور اہل جہنم کو پیش آنے والے حالات کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اہل جنت کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ہو گا اور جنت کی بے شمار نعمتیں ملیں گی۔ اہل جہنم کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا اور ان کے لیے طرح طرح کے عذاب ہوں گے۔

امام الانبیاء کی نبوت کی حقانیت:(44،45)

یہاں ایک اصول بیان فرمایا جا رہا ہے کہ (نعوذ باللہ) اگر کوئی شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف کسی ایسی بات کو منسوب کرے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دنیا میں ذلیل ورسوا کر دیتے ہیں۔ اگر بفرض محال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوائے نبوت غلط ہوتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم اللہ کریم کی طرف سے برحق نبی ہیں۔

سورۃ المعارج

وجہ تسمیہ:

معارج کے معانی چڑھنے کے راستہ کے ہیں۔ یہ تیسری آیت میں موجود ہے۔اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام معارج رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے عذاب نہیں مانگنا چاہیے:(1 تا 3)

ان آیات میں نضر بن حارث کی حماقت کو بیان کیا جارہا ہے۔اس نے قرآن کریم کو جھٹلایااوراستہزاء کرنے کے لیے کہا کہ اگر یہ قرآن کریم اور دین اسلام جو محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)لائے ہیں برحق اور سچے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہم پر آسمان سے عذاب نازل کردے۔اس کا مقصد استہزاء کرنا تھا۔اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کردیا تو پھر اس عذاب کوروکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

قیامت کی ہولناکی:(8،9)

قیامت کے دن آسمان سیاہ ہوں گے اور پہاڑ روئی کی طرح بکھر جائیں گے۔ دوست ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوتے بھی ایک دوسرے کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔اس وقت مجرمین چاہیں گے کہ کسی بھی طرح مال وفدیہ دے کر ہم چھوٹ جائیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "كَلَّا" ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

اہل جنت کے صفات:(22،23)

گزشتہ آیات میں قیامت کی ہولناکی کا بیان تھا۔یہاں اہل جنت کی صفات کو بیان کرکے آخر میں فرمایا کہ یہ لوگ باغات میں عزت کے ساتھ رہیں گے۔

سورۃ النوح

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر موجود ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام حضرت نوح علیہ السلام کے نام پر رکھ دیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی رسالت اور قوم کو دعوت:(1)

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو 950 پچاس سال تک مسلسل اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف دیتے رہے۔ لیکن چند ایک افراد کے علاوہ باقی قوم حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان نہ لائی۔ چار بتوں وُد، سُواع، یغوث اور یعوق کی پوجا کرتی رہی۔ بالآخر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار ان کفار میں سے کسی کو بھی روئے زمین پر باقی نہ رکھ۔ دعا قبول ہوئی اور عذاب آیا جس سے تمام کفار غرق ہو گئے۔

سورۃ الجن

وجہ تسمیہ:

کچھ جنات نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے قرآن سنا تھا۔ اس سورۃ میں ان کا ذکر ہے اس لیے اس سورۃ کا نام بھی جن رکھ دیا گیا ہے۔

جنات کے قرآن کریم سننے کا واقعہ:(1)

جنات وشیاطین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل آسمان کی طرف جا کر وہاں سے کچھ باتیں سن آتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو گئی تو جنات کو اوپر جاتے وقت شہاب ثاقب پڑتے۔ انہوں نے اپنی کچھ جماعتیں تشکیل

دیں تاکہ معلوم کریں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لاتے ہوئے مقام نخلہ پر فجر کی نماز میں تلاوت فرمارہے تھے تو جنوں کی ایک جماعت وہاں سے گزری۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے قرآن کریم سن کر ایمان لے آئے۔ پھر اپنی قوم میں جا کر تبلیغ کی تو جنات کے کئی وفود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لا کر اسلام لائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانوں کے نبی نہیں بلکہ جنات اور تمام مخلوق کے بھی نبی ہیں۔

علم غیب اللہ تعالیٰ کی ذات کا خاصہ ہے:(26)

علم غیب اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت ہے جس میں کوئی اور شریک نہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں میں سے جسے غیب کی خبروں کے لیے پسند کرتا ہے تو اسے بھی غیب کی خبروں پر مطلع کر دیتا ہے۔

سورۃ المزمل

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں موجود لفظ ﴿الْمُزَّمِّلُ﴾ کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "مزمل" رکھا گی ہے۔

نبی پاک کو مزمل کہنے کی وجہ:(1)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی اتری اور آپ کے کندھوں پر نبوت کی عظیم ذمہ داری ڈالی جارہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سردی لگنے لگی۔ آپ اپنی اہلیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے چادر لپیٹ دو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا اے چادر میں لپٹنے والے!

تہجد کی فرضیت:(3،2)

شروع شروع میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر تہجد کی نماز فرض قرار دی گئی تھی کہ رات کے تہائی حصے میں نماز تہجد ادا کریں۔ تہجد پڑھنے کے بہت فوائد ہیں: رات کے وقت بالکل سناٹا ہوتا ہے، مخلوق کو اپنے خالق سے راز و نیاز کا صحیح موقع مل جاتا ہے۔ رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرمالیتے ہیں۔

تہجد کی فرضیت منسوخ ہے:(20)

تقریباً ایک سال بعد اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آسانی کے لیے تہجد کی فرضیت کو منسوخ قرار دے دیا۔ اس آیت کے آخر میں چار چیزوں کا حکم دیا گیا: نماز کی پابندی کرنا، زکوۃ ادا کرنا، صدقہ دینا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا۔

سورۃ المدثر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں موجود لفظ (اَلْمُدَّثِّرُ) کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "مدثر" رکھا گی ہے۔

فرائض خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:(1 تا 4)

اللہ تعالیٰ نے محبت کا اظہار کر کے فرمایا اے چادر میں لپٹنے والے! اٹھیے اور لوگوں کو ڈرائیے۔ اپنے پروردگا کی تکبیر کہیے۔ اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔ گندگی سے کنارہ کیجیے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دو مشہور صفتیں نذیر اور بشیر ہیں، یہاں صرف نذیر کا ذکر کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بالکل ابتدائی زمانہ تھا مسلمان تعداد میں کم تھے جبکہ کفار بہت زیادہ تھے اس لیے صرف صفت نذیر کا ذکر کیا۔ یہاں گندگی سے مراد بتوں کی گندگی ہے کہ ان سے اپنے آپ کو بچایئے۔

کفار کی آزمائش:(30،31)

جہنم کے نگران فرشتوں کی تعداد انیس بتائی۔ اس تعداد کے بتانے میں کفار کا امتحان ہے کہ وہ اس کو مانتے ہیں یا اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ بجائے ماننے کے ان میں سے ایک نے کہا سترہ سے تو میں نمٹ لوں گا باقی دو کو تم سنبھال لینا۔ انہیں جواب دیا گیا یہ فرشتے ہیں جن کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے۔

جہنم میں جانے کی وجہ:(42،43)

جب اہل جنت، جنت میں چلے جائیں گے تو مجرمین اہل جہنم سے پوچھیں گے کہ تمہیں کس چیز نے جہنم میں داخل کر دیا ہے؟ تو وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، مسکین کو جس کا حق واجب تھا کھانا نہیں کھلاتے تھے، بے ہودہ مجلس میں دین کو باطل کرنے لیے جایا کرتے تھے اور قیامت کو جھٹلاتے تھے۔

سورۃ القیامہ

وجہ تسمیہ:

سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کی قسم کھائی ہے۔ اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام "قیامہ" رکھ دیا گیا ہے۔

بعث بعد الموت:(1،2)

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں قیامت اور نفس لوامہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ ہم انسان کو دوبارہ لازمی زندہ کریں گے۔ انسان کا یہ سمجھ لینا کہ ہم اس کی ہڈیوں کو زندہ نہیں کر سکیں گے یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ ہڈیوں کو جمع کرنا تو آسان ہے بنسبت انگلیوں کے پوروں کو جمع کرنے کے۔ ہم تو پوروں کو جمع کرنے پر بھی قادر ہیں۔ نفس لوامہ انسان کی طبیعت میں ایک ایسے مادہ کو کہتے ہیں جو انسان کو برائی پر ملامت کرتا

رہتا ہے۔

حفاظتِ قرآن:(17،16)

قرآن کریم کے الفاظ و معانی محفوظ ہیں اور محفوظ رہیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ جلدی جلدی پڑھنے لگ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میرے نبی! قرآن کو یاد کرنے کے لیے جلدی جلدی اپنی زبان مبارک کو نہ ہلایا کریں۔ اس کو پڑھوانا اور یاد کروانا ہماری ذمہ داری ہے۔

دیدار خداوندی:(23،22)

ان آیات میں اہل جنت کا تذکرہ فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے چہرے تروتازہ ہوں گے اور وہ اپنے رب کا دیدار بھی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دیدار کرنے والوں میں شامل فرمادیں۔

انسانی تخلیق کے مراحل:(37)

یہاں اللہ تعالیٰ انسانی تخلیق کے مراحل بیان فرمارہے ہیں۔ انسان کو ان پر غور کرنا چاہیے اور اپنی اوقات کو نہیں بھولنا چاہیے۔ انسان کی ایک ناپاک قطرے سے تخلیق ہوئی ہے تو پھر اکڑ کس بات کی؟

سورۃ الدہر

وجہ تسمیہ:

دہر زمانے کو کہتے ہیں۔ پہلی آیت میں یہ لفظ موجود ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "دہر" رکھ دیا گیا ہے۔

انسانی تخلیق کا مقصد:(1،2)

انسان کی حیثیت اتنی ہے کہ ایک وقت میں وہ قابل ذکر ہی نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہی اسے قابل ذکر بنایا یعنی پیدا کیا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں اور راستہ دکھایا۔ انسان کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ ہم اسے آزمانا چاہتے ہیں کہ ہمارا شکر گزار بنتا ہے یا ناشکری کرتا ہے۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے جنت کی نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔

قرآن کریم نصیحت ہے:(29)

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے نصیحت بنایا ہے۔ لیکن اس سے فائدہ اور ہدایت ان کو ملے گی جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کوشش کرے، محنت کرے اور ارادہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دیتے ہیں۔ ایک بندہ ارادہ بھی نہیں کرتا تو ایسا شخص قرآن کریم سے استفادہ نہیں کر سکتا۔

سورة المرسلات

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں لفظ ﴿الْمُرْسَلٰتِ﴾ موجود ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام بھی "مرسلات" ہے۔

ہواؤں اور فرشتوں کی قسمیں:(1 تا 3)

یہاں اللہ رب تعالیٰ نے پانچ قسمیں کھائی ہیں:

﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ قسم ہے ان ہواؤں کی جو مسلسل چلائی جاتی ہیں۔

﴿فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا﴾ قسم ہے ان ہواؤں کی جو آندھیوں کی طرح چلتی ہیں۔

﴿وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا﴾ قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو اڑا کر منتشر کر دیتی ہیں۔

﴿فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا﴾ قسم ہے ان فرشتوں کی جو وحی لا کر حق اور باطل کو الگ کر دیتے ہیں۔

﴿فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا﴾ قسم ہے ان فرشتوں کی جو وحی کے ذریعے ذکر یعنی نصیحت لاتے ہیں۔

قرآنی اسلوب کے مطابق جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی قسمیں کھاتے ہیں تو یہ دلیل ہوتی ہیں بعد میں مذکور چیز پر اور یہاں وہ قیامت کے دن کا وقوع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے تو وہ ضرور واقع ہو گی۔

متقین کے انعامات:(41)

سورۃ کے شروع میں وقوع قیامت کا ذکر تھا۔ پھر درمیان میں اہل جہنم کے انجام کا ذکر تھا کہ ان کی جہنم کی آگ کے بڑے بڑے شعلے ہوں گے جس طرح محل ہوتے ہیں۔ اب یہاں سے ان کے مقابلے میں متقین کا انجام اور ان کے لیے جنت کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ متقین کے لیے سائے، چشمے اور میوے ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا دنیا میں جو اعمال کیے تھے یہ ان کا بدلہ ہے اب مزے سے کھاؤ اور پیو۔